رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | مورخہ ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | مطابق ۱۵۔ محرم سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۲۹

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت ہیں۔ روزانہ صبح کو حضور درس قرآن کریم دیتے ہیں ؛

بعد از نماز عشاء جناب حافظ روشن علی صاحب کا درس قرآن کریم ہوتا ہے ؛

ہفتہ مختتمہ ۹۔ اکتوبر کو ۳۳ مہمان تشریف لائے۔ جنمیں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔ مستری الٰہی بخش و بابو عبدالرحیم صاحبان امرتسر سے۔ مولوی عبدالحق و محمد ایوب خان صاحبان ایبٹ آباد سے۔ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب و شیخ مسعود احمد صاحب بی۔ اے لاہور سے۔ جناب عالمگیر خانصاحب پشاور سے۔ مرغوب اللہ خانصاحب سکرٹری جماعت احمدیہ و شیخ محمد ابراہیم صاحب تاجکاہل پور سے۔ جناب کریم بخش صاحب مع معمار اور اصحاب کے ڈیرہ غازیخان سے۔ شیخ فضل الدین صاحب بٹالہ سے ؛

نامۂ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ)

خط و کتابت خط و کتابت کا سلسلہ یہاں گو بوجہ کثرت اخراجات اس وسیع پیمانہ پر نہیں جتنا کہ ہونا چاہیئے تاہم کافی توجہ اس طرف کیجاتی ہے۔ اور نہ صرف انگلستان بلکہ انگلستان کے باہر بھی مکتوبات تبلیغی کا سلسلہ جاری ہے۔ اخبارات لنڈن میں حضرت مفتی صاحب کا فوٹو اور سلسلہ کے مختصر حالات شائع ہوئے ہیں۔ اور ایران سے ایک نہایت عمدہ خط آیا ہے۔ (ان اخبارات اور ایرانی خط کا ترجمہ انشاء اللہ خط نمبر ۲ میں ارسال ہو گا) انگلستان میں تبلیغ کا کام کے عنوان سے ہفتہ وار اطلاع اکثر اخبارات ہندوستان و ایران و مصر و عرب میں شائع ہوتی ہے

لیکچرز گو ہفتہ رواں میں لیکچر ہال (چند ہندوستانی طلباء کے آجانے سے جو ہمارے ہمراہ ہندوستان سے آئے ہیں اور تین روز یہیں ٹھہرے رہے ہیں) رکا رہا۔ اس لئے یہاں لیکچر کا جو ہر اتوار کو ہوتا ہے۔ نوٹس نہیں دیا گیا مگر قاضی عبداللہ صاحب نے ہیسٹنگز میں "New Thought" "نیا خیال" نام سوسائٹی میں ۴۰ منٹ تک تقریر کی۔ مضمون "حق الیقین" تھا۔ لوگ بہت محظوظ ہوئے۔ ایک لیڈی نے قرآن مجید پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ ۸۔ اگست کو خطبہ جمعہ چودھری فتح محمد صاحب نے "اللہ تعالےٰ کی محبت" پر پڑھا۔ اور نہایت عمدگی سے بتایا کہ اللہ تعالےٰ سے انسان کیونکر حقیقی اور سچی محبت کر سکتا ہے۔

تقسیم لٹریچر نیا رسالہ "صداقت کی طرف بلاوا" نام پندرہ ہزار چھپوایا گیا ہے۔ اور حضرت مفتی صاحب اسے نہایت عمدگی سے لوگوں میں تقسیم

کرتے ہیں۔ مَیں نے ان کو "لنڈن کی ریل"۔ "زیرِ زمین ریل" موٹر میں سوار اور بازار میں پیدل چلتے وقت رسالہ کی تقسیم کرتے دیکھا ہے۔ سیر کے وقت بھی اس نئے رسالہ کی ایک کافی تعداد ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اور اکثر لوگ خود درخواست کر کے لیتے ہیں ۔

تالیف قلب

یہ سلسلہ گو ہمارے اغراض کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مگر چونکہ اس میں اخراجات بہت ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کو نہایت چھوٹے پیمانے پر رکھا گیا ہے۔ مثلاً ہفتہ رواں میں جسقدر لوگ ہمارے ہاں ملنے کے لئے آئے۔ ان میں سے بعض کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اور بعض کو کھانے کے وقت پر آجانے کی وجہ سے کھانا کھلایا گیا۔ اور چونکہ اس ملک میں ملاقات کے لئے آنے والے لوگ بھی دُور سے خرچ کر کے آتے ہیں۔ اس لئے ان کی تالیف قلب کسی نہ کسی رنگ میں کرنی پڑتی ہے۔

ایک برٹش خاتون کا قبول اسلام

تبلیغ کے تمام متذکرہ بالا ذرائع کا مجموعی نتیجہ جو ہفتہ زیر رپورٹ میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ ایک انگلش خاتون نے جو کچھ مدت سے حضرت مفتی صاحب کے زیر تبلیغ تھی۔ قبول اسلام کیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے تمام دعووں پر ہمارے سامنے ایمان لاکر بیعت کے الفاظ متانت اور سنجیدگی سے غور کے ساتھ پڑھ کر حضرۃ خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت میں داخل ہوئی اور حضور میں اپنا بیعت فارم بھیجا۔ اس خاتون کا پہلا نام لیلین (Lilian) تھا اور اسلامی نام مریم رکھا گیا ہے

ہماری نئی بہن کچھ عربی جانتی ہے

اعلان اسلام کرنے اور بیعت فارم پر دستخط کرنے کے بعد بہن لیلین مریم کھڑی ہوئی۔ اور حاضرین کو مخاطب کر کے انگریزی میں کہنے لگی "جب ایک دفعہ ایمان لائی۔ تو پھر اُس پر قائم رہنا ہے اور عہد کو نباہنا ہے" میرا ایمان عربی بولکر "لیس من هنا (منہ پر ہاتھ رکھ کر) بل من هنا (دل پر ہاتھ رکھکر) یعنے میرا ایمان منہ سے نہیں۔ بلکہ دل سے ہے۔ احباب لیلین مریم اور دوسرے نومسلموں کے استقلال و ترقی رُوحانی کے لئے دُعا کریں۔

تین فدا احمدی

اس ملک میں ... عربوں کی ایک تعداد بھی جہازوں پر یا تجارت کے لئے آتی ہے۔ ان میں تبلیغ کا ذریعہ زبان عربی ہے۔ یہ لوگ انگریزی کم سمجھتے ہیں۔ چونکہ مکرم مفتی صاحب عربی خوب بول لیتے ہیں۔ اور عربی جاننے والا آدمی اگر یہاں مل جائے تو عرب و مصری بہت غنیمت جانتے ہیں۔ اس لئے وہ مفتی صاحب کی بات توجہ سے سُنتے ہیں۔ چنانچہ مفتی صاحب اور چودہری صاحب کی تبلیغ سے ایک مصری نوجوان حسن گوہر نام جو انگریزی بھی اچھی جانتے ہیں بطیب خاطر سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اور ان کے علاوہ حاجی عبداللہ حسن نام عرب جو ایک ہوٹل کے مالک ہیں۔ حضرت فضل عمر کی بیعت میں داخل ہوئے تیسرا ایک نوجوان علی محمد نام ہندوستانی جو مفتی صاحب کو چچا کہتا ہے۔ اور زیر تبلیغ تو پہلے ہی تھا۔ مگر اس عاجز کی تحریک و تبلیغ سے حضرت مسیح موعود کے دعووں پر ایمان لایا ہے۔ باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتا ہے بیعت کرنے کے دن پانچ شلنگ چندہ دیا۔ اور آیندہ حسب توفیق چندہ دینے کا وعدہ کیا ۔

ہائیڈ پارک میں گفتگو

لنڈن کی بڑی سیرگاہ ہائیڈ پارک ہے۔ دن بھر کام کے بعد ہر قسم کے لوگ اس میں چلے جاتے ہیں۔ سیر کے لئے کھلی ہوا ہے۔ تفریح کے لئے مرکز میں بینڈ بجتا ہے کرسیاں اور بنچیں جابجا پڑی ہیں۔ بیچ میں ایک مصنوعی جھیل ہے۔ جس میں انگریز بچے تیرتے اور بادبانی کھلونا کشتیوں کے ساتھ جہاز رانی سیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس پارک کے دروازہ پر اور اندر بھی مختلف فرقوں کے عیسائی۔ دہریہ اور سیاسی جماعتوں کے واعظ تقریریں کرتے ہیں۔ اور ایک جگہ مسیحی عورتیں کھڑی ایک گیت گا رہی تھیں۔ جس میں ایک فقرہ تھا۔ "میں نے مسیح کی آواز سُنی" مفتی صاحب کو اس موقعہ پر خوب سوجھی۔ آپ نے نہایت سنجیدگی سے ایک بڑھیا گانے والی عورت سے پُوچھا "کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے واقعی مسیح کی آواز سنی ہے؟" اور کہا "ان لوگوں میں سے کسی نے کبھی آواز سُنی ہے؟" وہ خاتون بولی "مجھے یقین نہیں کہ کسی نے سُنی ہو" ایسے ہی ایک دو اور فقروں میں مفتی صاحب نے اُسے سمجھا دیا کہ یہ محض سامان تفریح ہے۔ اس میں کوئی حقیقت یا عبادت نہیں۔

اخراجات اور دُعا

اس پہلے خط کے ساتھ اور خوشی کی خبروں کے بعد میں اپنی جماعت کو یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ انگلستان کی زمین پر بات کرنے کے بھی دام لگتے ہیں۔ اور ہر ایک کوشش کافی خرچ چاہتی ہے۔ اور ہم آپ کے سوا کسی اَور کے سامنے ہاتھ بھی نہیں بڑھا سکتے۔ کیونکہ ہمارے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفہ اوّل کے ارشاد اور حضرۃ خلیفہ ثانی کی ہدایات پر عمل پیرا ہونا جزو ایمانیات ہے اس لئے آپ اپنی پاک کمائی سے نظارت "تالیف و اشاعت" کی اسقدر امداد کریں کہ میدان جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں کو وقت پر راشن پہونچتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہماری صحت اور کامیابی کے لئے دُعا فرماویں اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین ثم آمین ۔

اطلاع

جن دوستوں نے اپنے نام احمدیہ ڈبل کمپنی کے لئے پیش کئے تھے۔ اور اب اس کی انتظار میں ہیں۔ ان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جنگ افغانستان کے ختم ہو جانے کی وجہ سے احمدیہ ڈبل کمپنی کی تجویز کو ملتوی کر دیا گیا ہے اسلئے منتظر احباب اپنا اپنا کام شروع کر سکتے ہیں۔ والسلام

رحیم بخش ریکروٹنگ آفیسر قادیان۔

اعلان نکاح

سید فضل الرحمن صاحب بن جناب حافظ سید محمد عبدالوحید صاحب احمدی منصوری کے نکاح کا اعلان سیدنا حضرت خلیفہ ثانی نے نذیر بیگم خواہر فضل محمد خان صاحب احمدی شملوی کے ساتھ بالعوض تین ہزار روپیہ مہر ۸۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے مبارک کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۱ - اکتوبر ۱۹۱۹ء

مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج

اور اسپر ایڈیٹر صاحب پیغام کی دُرافشانی

۹ - اگست ۱۹۱۹ء کے الفضل میں جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل کا ایک مضمون "مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ جسمیں انہوں نے نہایت مہذبانہ طریق سے بڑی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب سے اس الزام کا ثبوت طلب کیا تھا۔ جو انہوں نے جماعت مبائعین پر لگایا تھا کہ:۔

"میاں صاحب کے مُریدین فی الواقعہ میاں صاحب کو مامور من اللہ کے مقام پر مان بھی رہے ہیں"

اس کے متعلق ۲۴ - اگست ۱۹۱۹ء کے پیغام صلح میں "نونی کی مجنونانہ بڑیں" کے عنوان سے نصف کالم کا ایک نوٹ شائع ہوا۔ چونکہ اس کے نیچے کسی کا نام نہ تھا۔ اور مراسلات کے عنوان سے جو مضمون درج تھا اس کے بعد چند ایک بیعت کرنے والوں کے نام درج کرکے اس صفحہ کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اس لئے یہ سمجھ کر کہ یہ نوٹ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے ہی قلم کا لکھا ہوا ہے ۱۳ - ستمبر کے الفضل میں انہی کو مخاطب کرکے اس کا جواب لکھا گیا۔ اور اس سلسلہ میں انکی بعض مخصوص صفات کا بھی ذکر آ گیا۔ اسپر ایڈیٹر صاحب نے بظاہر مہذبانہ رنگ اختیار کرتے ہوئے ایک نوٹ لکھا ہے۔ لیکن دراصل ہم نے ان کے متعلق جو کچھ لکھا تھا۔ اس کی انہوں نے حرف بحرف تصدیق کر دی ہے۔ اصل مضمون کے متعلق کچھ لکھنے سے قبل ایڈیٹر صاحب پیغام ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ:۔

"کیا حضرت امیر کے نام کے آگے "صاحب" کے اخلاقی القاب زائد کرنے سے ان کے ہوش وحواس میں کچھ فرق آ جاتا تھا۔ آخر اسقدر تہذیب تو مولوی ثناء اللہ میں بھی ہے کہ وہ حضرت صاحب کو مرزا صاحب ہی عموماً لکھتا ہے۔ اور ہم جس تہذیب کا اس کو مالک سمجھتے ہیں۔ آپ پر بھی روشن ہے۔ مگر کیا اب ہم آپ سے اس تہذیب کی بھی توقع نہ رکھیں"

اس کے جواب میں ہماری گذارش ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح پہلے اس نوٹ کو ملاحظہ فرمالیں۔ جس کے جواب میں ہم نے یہ مضمون لکھا تھا۔ اور پھر اپنی اعلےٰ درجہ کی اُردو میں "صاحب کے اخلاقی القاب" کے زائد نہ کرنے کی وجہ ہم سے پوچھیں۔ کیا انہیں یاد نہیں کہ ان کا شائع کردہ نوٹ شروع ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ:۔

"میاں فضل الدین نونی ۹ - اگست ۱۹۱۹ء کے الفضل میں حضرت مولوی صاحب کو چیلنج دیتے ہیں"

کیا ان الفاظ کو سامنے رکھ کر ہم بعینہٖ وہی الفاظ جو آپ نے ہمارے متعلق لکھے ہیں۔ آپ کی شان مبارک میں نہیں کہہ سکتے۔ ضرور کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ ہم سے زیادہ آپ ان کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ابتدا آپ کی طرف سے ہوئی۔ اور ہم نے جواب میں محض اس لئے ایسا کیا کہ آپ کو اپنی غلطی اور بدتہذیبی کا احساس ہو۔ امید ہے آپ آیندہ اس کا خیال رکھیں گے۔ اور جزاء سیئة سیئة مثلها پر عمل کرنے کے لئے ہمیں مجبور نہ کرینگے۔

باقی اس نوٹ کے متعلق آپ کا یہ لکھنا کہ:۔

"جس مضمون کا آپ ذکر کر رہے ہیں یعنی میاں فضل الدین صاحب نونی کی چٹھیوں کا جواب۔ وہ نہ ایڈیٹر کے قلم سے نکلا۔ اور نہ ایڈیٹوریل کالموں میں درج ہوا۔ بلکہ ایک مراسلت تھی۔ اور بہرہ مراسلت میں ہی درج ہوئی"

اس کے متعلق اول تو یہ عرض ہے۔ کہ جس مضمون کا ہم نے ذکر کیا۔ وہ جناب مولوی فضل الدین صاحب کی چٹھیوں کا جواب نہیں تھا۔ مولوی صاحب نے نہ کوئی چٹھیاں لکھیں اور نہ ان کا کوئی جواب شائع ہوا۔ معلوم آپنے یہ کیونکر لکھ دیا۔ کیا اسی کا نام ہوش وحواس سے کام لینا ہے دوسرے جو مضمون پیغام میں شائع ہوا۔ اسکی ذمہ داری سے آپ یہ کہکر ہرگز بری نہیں ہو سکتے کہ "وہ نہ ایڈیٹر کے قلم سے نکلا۔ اور نہ ایڈیٹوریل کالموں میں درج ہوا۔ بلکہ ایک مراسلت تھی" کیونکہ نہ تو بعض اور اخباروں کی طرح مراسلات کے متعلق آپ نے اس قسم کا کوئی اعلان کیا ہوا ہے کہ ایڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ اور نہ وہ مراسلات کے طریق سے درج تھا۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ وہ کس کے نام سے شائع ہوا۔ اگر نہیں تو پھر اس کو مراسلت نہ سمجھنے کی وجہ سے ہم پر حواس باختگی کا الزام لگانے کی بجائے اپنے حواس کی فکر کیجئے۔ ہاں مہربانی فرماکر اتنا بتا دیجئے کہ اگر وہ مراسلت تھی۔ تو اس کے لکھنے والے کا نام کیوں شائع نہ کیا گیا۔ کیا اسوقت آپ کو اپنے وہ الفاظ بھول گئے تھے۔ جو چند ہی دن ہوئے آپ نے اہل حدیث کے ایک ایسے ہی نامہ نگار کے متعلق لکھے تھے۔ جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا تھا۔ آپ نے لکھا تھا اور خوب لکھا تھا کہ:۔

"علمی اور مذہبی مباحثات میں جن کی غرض احقاق حق ہونی چاہیئے۔ اور جنمیں بغض وعناد کو دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ اپنی شخصیت کو چھپانا اور اسقدر اخلاقی جرأت سے بھی کام نہ لینا کہ اپنے نام کو ہی ظاہر کیا جائے۔ ایسے لوگوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ جو مضمون نگاری کو محض جنگ زرگری سمجھتے ہوں۔ اور جنہیں حق وباطل سے سروکار نہو"

(پیغام ۱۷ - اگست ۱۹۱۹ء)

کیا بعینہٖ یہ الفاظ آپ اور آپ کے اس مراسلت نویس پر چسپاں نہیں ہوتے۔ جس کا نام تا حال آپنے ظاہر نہیں کیا۔ آپکے مذکورہ بالا الفاظ کو مدنظر رکھ کر حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے ایک ایسے نوٹ کو جس کے نیچے کسی کا نام درج نہ تھا۔ ہم نے مراسلت نہ سمجھا۔ لیکن افسوس آپ نے ہماری حسن ظنی کو قائم نہ رہنے دیا۔ اور یقین دلا دیا کہ جس امر کے متعلق آپ بڑے زور شور سے دوسروں کو لعن طعن کرتے ہیں۔ اس کا خود ہی ارتکاب کرتے

دیگراں را نصیحت خود را فضیحت

کے مصداق بن سکتے ہیں۔

اصل معاملہ یعنی مولوی محمد علی صاحب کے اس الزام کے متعلق کہ :-

"میاں صاحب کے مریدین فی الواقعہ میاں صاحب کو مامور من اللہ کے مقام پر مانگ رہے ہیں"

جو کچھ آپ نے لکھا ہے۔ وہ ٹال مٹول سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ آپ نے اس الزام کے ثابت کرنے کے لئے پہلی بات یہ لکھی ہے کہ :-

"میاں صاحب نے حضرت صاحب کی پندرہ سالہ تحریروں دربارہ نبوت کو منسوخ کیا کسی نے نہیں پوچھا کہ اس کا ثبوت کیا ہے"

لیکن یہ بالکل غلط اور محض جھوٹ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر کو منسوخ نہیں کیا۔ ہاں حضرت مسیح موعود اپنی جن تحریروں کو خود منسوخ کر گئے ہیں انہی کو آپ نے منسوخ قرار دیا ہے۔ کیا آپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی کوئی ایسی تحریر پیش کر سکتے ہیں جس میں آپ نے لکھا ہو۔ کہ میں حضرت مسیح موعود کی فلاں فلاں تحریر کو منسوخ کرتا ہوں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو ایک جھوٹے الزام کے جواب میں دوسرا جھوٹا الزام لگانے سے آپ کو شرم کرنی چاہیئے تھی۔ ہماری طرف سے اس الزام کے جواب میں متعدد بار نہایت تفصیل اور تشریح سے لکھا جا چکا ہے۔ لیکن افسوس آپ لوگ آئے دن دھوکہ دہی کے لئے اس کو پیش کرنے سے باز نہیں آتے۔

دوسری بات مولوی محمد علی صاحب کے الزام کی تائید میں آپ نے یہ پیش کی ہے کہ :-

"انہوں (حضرت خلیفۃ المسیح) نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہمارے پاس ایک خط حضرت صاحب کا ہے جس سے غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر اپنا فتویٰ انہوں نے وہی رکھا۔ اور کسی نے نہیں پوچھا کہ آپ کو حضرت صاحب کے فتوے کے خلاف کہنے کا کیا حق ہے"

مذکورہ بالا الفاظ میں جس خط کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اپنے رسالہ حقیقۃ الامر میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ آپ کے پاس جو کچھ پہنچا۔ وہ اصل خط نہیں۔ بلکہ اس کی نقل بتلائی گئی تھی۔ جو جلسہ کے ایام میں جبکہ ایک ایک دن میں سینکڑوں رقعے آپ کو دیئے جاتے ہیں۔ ملی۔ اور محفوظ نہ رہ سکی اس سے کیا ثابت ہوتا تھا۔ اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اعلان کر چکے ہیں۔ کہ پیغام صلح میں اسے شائع کر دیا جائے پھر جواب دیا جائے گا۔ لیکن اسوقت تک اسے شائع نہیں کیا گیا۔ ایسی صورت میں اس کو پیش کرنا حق پسندی کے بالکل خلاف ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب پیغام اس خط کو اپنی تائید میں سمجھتے ہیں۔ تو کیوں شائع نہیں کر دیتے۔

ان دو باتوں کے پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

"حضرت امیر کا منشاء صرف یہی ہے کہ میاں صاحب کے مریدین ان کو غلطی سے متنبہ نہیں کرتے اور ان سے اس طرح ڈرتے رہتے ہیں جس طرح مامور من اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ مامور کو تو خدا کی حفاظت حاصل ہوتی ہے۔ مگر میاں صاحب کو یہ حفاظت حاصل نہیں۔ لیکن مرید پھر بھی انکے سامنے چون و چرا نہیں کرتے۔ جو پیر پرستی کی صریح علامت ہے"

مولوی محمد علی صاحب کے الزام کی یہ توجیہہ ایسی عجیب و غریب ہے۔ کہ شاید خود مولوی صاحب کو بھی اسپر تعجب ہو ہم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر ان کی یہ توجیہہ درست ہے۔ تو کیا ہم سمجھ لیں کہ وہ اور ان کے تمام ساتھی مولوی محمد علی صاحب کو مامور من اللہ مانتے ہیں۔ کیونکہ آج تک انہوں نے کبھی مولوی محمد علی صاحب کو انکی غلطیوں سے متنبہ نہیں کیا۔ کیا وہ انہیں غلطیوں سے معصوم سمجھتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ انہیں متنبہ نہیں کرتے۔

علاوہ ازیں اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو خدا کی وہ حفاظت حاصل نہیں۔ جو ماموروں کو ہوتی ہے۔ تو ایڈیٹر صاحب پیغام اس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ وہ حفاظت مولوی محمد علی صاحب کو بھی حاصل نہیں ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان کے ساتھی ان کے سامنے چون و چرا نہیں کرتے لیں اگر اپنے واجب الاطاعت امام اور خلیفہ کے سامنے چون و چرانہ کرنا پیر پرستی کی علامت ہے۔ تو ایک انجمن کے پریزیڈنٹ کو اس کی غلطیوں پر تنبیہ نہ کرنا اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہنا انسان پرستی کی بدترین مثال ہے۔ ایڈیٹر صاحب پیغام کو چاہیئے۔ کہ یا تو کوئی اس قسم کے واقعات پیش کریں۔ جن میں مولوی محمد علی صاحب کو ان کے ساتھیوں نے ڈانٹا ڈپٹا ہو۔ اور ان کی غلطیوں پر تنبیہ کی ہو یا اعتراف کریں کہ اپنی انجمن کے پریزیڈنٹ کے سامنے تمام غیر مبائعین اپنی ضمیر کا خون کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کی ناروا باتوں کے خلاف ایک لفظ تک منہ سے نکالنے کی جرأت نہیں رکھتے ٭

کیا ہم امید رکھیں کہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح ٹھنڈے دل سے اسپر غور کرینگے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے الزام کے جواب میں کوئی معقول اور مدلل بات پیش کرینگے۔

باوا نانک رح کا مذہب

تھوڑا عرصہ ہوا شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے "باوا نانک کا مذہب" نامی ایک کتاب شائع کی ہے۔ چونکہ ہمیں کسی قدر دیر کے بعد اس کتاب کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہے۔ اسلئے اب اسکے متعلق اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جسقدر معرض بحث میں ہے اسقدر شاید ہی کسی اور بزرگ کی ہو۔ ہندو انہیں ہندو قرار دیتے ہیں سکھ ان کا طریق عمل کچھ اور ہی بتاتے ہیں۔ اور مسلمان انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ ان حالات میں ان کے مذہب کا پتہ لگانا کوئی آسان کام نہیں ہے اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مہم کو نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ اور حضرت بابا نانک رح کو پکا مسلمان ثابت کر دیا لیکن جناب شیخ محمد یوسف صاحب بھی لائق مبارکباد ہیں۔ جو اس پہلو میں نہایت قابل قدر خدمات بجا لا رہے ہیں۔ جناب شیخ صاحب نے اپنی تازہ تصنیف میں نہ صرف یہ ثابت کیا کہ حضرت باوا نانک صاحب پکے مسلمان تھے بلکہ یہ بھی دکھایا ہے کہ وہ ہندوؤں کے تمام عقائد کو غلط اور نادرست قرار دیتے تھے۔ اسیطرح سکھوں کے بنیادی عقائد کے متعلق ثابت کیا گیا کہ باوا صاحب کے قول اور فعل سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کتاب نہایت محنت اور قابلیت سے لکھی گئی ہے اور سکھوں کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہے۔ لکھائی چھپائی کا خاص خیال رکھا گیا ہے

کلامِ امام

قاضی فضل کریم صاحب بھیروی کی لڑکی امۃ العزیز کے نکاح پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل خطبہ پڑھا۔

مَیں نے کل حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے متعلق ایک خطبہ نکاح میں بیان کیا تھا۔ میرے نزدیک احمدیوں کے تمام نکاح حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہیں۔ خواہ وہ اپنے اندر کوئی پیشگوئی رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ ان سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

جسقدر انبیاء دنیا میں آئے ہیں۔ ان کی بعثت کی غرض یہی تھی۔ کہ خدا کے وجود کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور ایک خدا کی پرستش لوگوں سے کرائیں یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ خدا تعالیٰ کی توحید ثابت کریں اور لوگوں سے منوائیں۔ جب وقت کوئی نبی آتا ہے۔ اس سے پہلے لوگ مختلف خداؤں کو مانتے اور ان کی پرستش کرتے ہیں۔ اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ منہ سے ہی کہیں۔ کہ دو خدا ہیں یا تین۔ بلکہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے عملاً ایسی علیحدگی اختیار کی ہوتی ہے۔ کہ ہر قوم۔ ہر خاندان۔ ہر گھرانہ بلکہ ہر شخص کا خدا علیحدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انبیاء آتے ہیں۔ اسوقت لوگ دنیاوی جاہوں رتبوں اور رسم ورواج میں ایسے پڑتے ہوتے ہیں۔ کہ ان کو چھوڑنے کا نام تک نہیں لیتے۔ اور قوم پرستی حد سے زیادہ بڑھی ہوتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیحؑ اور حضرت موسیٰؑ کے وقت بھی یہی۔ حضرت موسیٰ کے وقت تو قومیت پرستی اس شدت کو پہونچی ہوئی تھی۔ کہ فرعون بنی اسرائیل کے سامنے ہونے سے پرہیز کرتا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ ان کی نظر پڑنے سے میں ناپاک ہو جاؤں گا۔ پھر ان کو کوئی رتبہ کوئی درجہ کوئی عزت حاصل نہیں ہونے دیتا تھا۔ اور سب قسم کا آرام وآسائش صرف اپنی ہی قوم کے لئے سمجھتا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح کے وقت کا حال اناجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود کھانے پینے۔ بیٹھنے اُٹھنے اور دوسرے واقعات میں بڑے سخت تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے متعلق تو قرآن کریم میں آگیا ہے۔ کہ یہود کہتے ہیں کہ جو یہودی ہو گا وہ نجات پائیگا۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں۔ جو عیسائی ہو گا۔ وہ نجات پائیگا۔ اور مشرک کہتے ہیں جو مشرک ہے وہ نجات پائیگا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کو ماننے اور اس کی اطاعت کرنے سے نجات نہیں مل سکتی بلکہ ہماری قوم میں سے ہونا نجات کا باعث ہے۔ تو ہر قوم اس وقت اپنے آپ کو ایسی ممتاز اور معزز سمجھتی ہے۔ کہ ہر ایک نیکی اور بڑائی اپنے ہی لئے مخصوص کر لیتی ہے۔ اور اس طرح ہر قوم گویا اپنا الگ الگ خدا بنا لیتی ہے۔ ایسے وقت میں نبی آکر ایک خدا کو منواتا ہے۔ اور عملی طور پر لوگوں سے خدا کے ایک ہونے کا اس طرح اقرار کراتا ہے۔ کہ وہ سب اپنے آپ کو ایک ہی خدا کی مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اور قومیت کے امتیازات کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مکہ والے مدینہ والوں کو کیا سمجھتے تھے۔ ابو جہل نے مرنے کے وقت بھی اگر کسی بات پر افسوس کیا تو یہی کیا کہ مجھے مدینہ والوں نے مارا ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو آپس میں ایسا ملا دیا کہ ایک دوسرے کے لئے جانیں دینے اور لہو بہانے کے لئے نہ صرف تیار ہو گئے بلکہ بہا دیا۔ اور انمیں ایسا اتفاق اور اتحاد ہو گیا۔ جو جدائی تھی۔ اس کا کہیں نام ونشان بھی نہ رہا۔ یہی حال اسوقت حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہوا۔ کہ وہ جو لوگوں میں ایک دوسرے سے علیحدگی تھی۔ اور ہر ایک قوم کے لوگ اپنا اپنا الگ خدا سمجھتے تھے۔ ان سب کو ایک کر دیا کہ چونکہ تم سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہو۔ اس لئے سب ساوی حیثیت رکھتے ہو۔ پس جب ایک ماں باپ کی وجہ سے بھائی بہنوں میں نہایت گہرے تعلقات ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے جو ماں باپ سے بہت بڑھ کر احسان کرنے والا ہے اس کی پیدا کردہ مخلوقات کے آپس میں کیوں ایک جیسے تعلقات نہیں ہونے چاہئیں۔ اس میں شک نہیں کہ انتظام دنیا کے قیام کے لئے اور ایک دوسرے کی امداد کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے لوگوں میں فرق رکھا ہے لیکن اسمیں بھی شک نہیں کہ جتنے لوگ نبی کے ذریعہ توحید پر قائم ہونیوالے ہوتے ہیں۔ ان کے آپسمیں تعلقات رشتہ داروں کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات سے بہت بڑھ کر ہوتے ہیں۔ وجہ یہ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ وحدت تعلقات کو بہت وسیع اور مضبوط کر دیتی ہے۔ دیکھو ایک مدرسہ میں پڑھنے والے ایک دفتر میں ملازمت کرنیوالے ایک گاؤں میں رہنے والے ایک دوسرے کے ساتھ جو تعلقات رکھتے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ ان میں ایک وحدت ہوتی ہے۔ اور وحدت جس قدر اہم اور بڑے امر میں ہوتی ہے۔ اسی قدر زیادہ تعلقات ہوتے ہیں۔ پس چونکہ ایک خدا کو ماننا سب سے بڑی وحدت ہے۔ اس لئے جو لوگ ایک خدا کو مانتے ہیں۔ ان کے آپسمیں تعلقات بہت مضبوط اور گہرے ہوتے ہیں۔ اور ماں باپ کی وجہ سے بہن بھائیوں میں جو محبت اور ہمدردی ہوتی ہے اس سے بڑھ کر ان میں ہوتی ہے۔ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کی آپس میں جو محبت تھی۔ وہ ایک ماں باپ سے پیدا ہونیوالے لوگوں میں جو محبت پائی جاتی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھائیوں بھائیوں میں مل سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ یہ جانتے ہیں کہ ہم سب ایک خدا کو ماننے والے ہیں۔ جو ماں باپ سے بہت اعلیٰ ہے۔ صحابہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی۔ اس کو جانے دیں۔ صحابہ کی آپسمیں جسقدر محبت تھی۔ وہ بھی بے نظیر تھی۔ جنگ تبوک کا واقعہ ہے۔ سات زخمی پڑے تھے۔ ان میں سے ایک کے پاس جب پانی لایا گیا۔ تو اس نے کہا۔ دوسرے کو پلاؤ۔ دوسرے کے پاس لے گئے۔ تو اس نے کہا۔ تیسرے کو پلاؤ۔ تیسرے کے پاس گئے۔ تو اس نے کہا۔ چوتھے کو پلاؤ۔ حتیٰ کہ ساتویں کے پاس لے گئے۔ لیکن وہ فوت ہو چکا تھا۔ واپس لوٹے۔ تو دوسرے بھی فوت ہو چکے۔

تھے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی آپس میں کیسی محبت۔ کیسا پیار تھا۔ اور وہ ایک دوسرے کے لئے کس طرح ایثار کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ پس ایک نبی کو مان کر اور ایک خدا کی مخلوق مان کر ہر شخص کا فرض ہو جاتا ہے۔ کہ آپس میں مخلصانہ تعلقات رکھے۔ اور ایک بھائی دوسرے کے لئے ایثار کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ایثار سے ایمان قائم رہتا ہے۔ فرمایا۔ ایک ایسا زمانہ آئیگا جبکہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں جھگڑینگے۔ اسوقت ایثار کرنا۔ تو نبی جب آتے ہیں۔ تو فضول حد بندیاں توڑ کر سب میں اتحاد اور اتفاق پیدا کر دیتے ہیں۔ اور وہ آپس میں رشتے ناطے کرنے میں کسی قسم کی عار نہیں سمجھتے۔ باقی رہی کفو جو شریعت نے مقرر کی ہے۔ وہ دینداری۔ تقویٰ اور آپس کے دنیاوی حالات کی مطابقت ہے جن کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور یہ تو بھائیوں بھائیوں میں بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بھائی مالدار ہے۔ اور دوسرا غریب۔ ایسی حالت میں مالدار خیال کریگا۔ کہ میری لڑکی جو آرام و آسائش میں پلی ہے۔ وہاں جائیگی تو تکلیف اٹھائیگی۔ اور آپس میں تنگ رنجی رہیگی۔ یا اور لڑکے لڑکی کی طبائع میں فرق ہوتا ہے۔ دینداری کے لحاظ سے یا علم کے لحاظ سے۔ اس کا بھی خیال نہ رکھا جائے نتیجہ خراب نکلتا ہے۔ اس قسم کی باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ باقی قومیت وغیرہ کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ کیونکہ سب وحدت پر قائم ہوتے ہیں۔ اور ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اس وحدت کا ثبوت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی ملتا ہے۔ اور اب حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ہماری جماعت میں پایا جاتا ہے۔ کہاں کہاں سے لوگ آتے ہیں۔ اور آپس میں رشتے ہو جاتے ہیں۔ میرے نزدیک ایک وجہ مختلف جگہوں اور مختلف قوموں میں سے تھوڑے تھوڑے لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملنے کی یہ بھی ہے۔ کہ اس طرح قومیت وغیرہ کی بندشیں توڑی جائیں۔ کیونکہ اگر ساری کی ساری قوم احمدی ہو جائے۔ تو وہ آپس میں رشتے کر سکتے ہیں۔ اور جس طرح راجپوتوں میں چھتے۔ وہ دائرے اور چوکھٹے بنے ہوئے ہیں۔ وہ اسی طرح احمدی ہونے پر بھی بنے رہیں۔ مگر اب خدا تعالیٰ نے ایک چھت والے کو احمدیت میں داخل کر دیا۔ اور ایک چوکھٹ والے کو۔ اور ان کو آپس میں رشتہ کرنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح ملکوں کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ مختلف جگہوں کے لوگ احمدی ہونے کی وجہ سے آپس میں رشتے کر کے اتحاد اور اتفاق کا موجب بنتے ہیں۔ ہماری جماعت کے سوا اور کہاں ایسا ہوتا ہے۔ اس قسم کی تو کوئی مثال مل جائیگی۔ کوئی ملازم ہو کر کسی جگہ گیا۔ اور مالدار ہونے کی وجہ سے کسی نے رشتہ دے دیا۔ مگر احمدیوں کے آپس میں جس طرح تعلقات ہیں۔ ایسی بہت کم مثالیں ملینگی۔ یہ درحقیقت وحدت کی وجہ سے ہے۔ جس میں مدنظر تقوےٰ اور دینداری ہے۔ پس یہ توحید کا عملی ثبوت ہے۔ پھر اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ دین کے لئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ ایک قوم کا شخص جو دوسری قوم میں لڑکی دیتا ہے۔ تو اسی لئے دیتا ہے۔ کہ اس کی قوم میں کوئی دیندار نہیں ہوتا۔ اس طرح لوگوں کو دین کی طرف بھی توجہ ہو سکتی ہے۔

خواجہ کمال الدین صاحب کی بیجا وکالت

سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کی طرف سے

(گزشتہ سے پیوستہ)

سیٹھ صاحب آپ کے پہلے الزام یعنی ڈھونگ والے جملہ کی حقیقت تو پہلے ظاہر کی جا چکی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ آپ نے لکھا۔ اس میں آپ نے خواجہ صاحب کی باتوں کی اپنے خیالات اور عقائد کے ماتحت ناجائز تاویل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن بات اور بھی بگڑ گئی ہے اور حقیقت اور بھی چمک اٹھی ہے۔

ہم نے لکھا تھا کہ خواجہ صاحب نے کہا کہ (ولایت میں) "جبکہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی خصوصیت کے ساتھ نہیں پیش کر سکتے تو مرزا صاحب کو کیا پیش کریں" خواجہ صاحب کی کہی ہوئی باتوں کو آپ نے اس طرح بنانے کی کوشش کی ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے یہ کہا کہ "اسلام کا وجود تو ذات بابرکات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لیکن ہم ان کو بھی تبلیغ کے وقت بے ضرورت نہیں پیش کرتے۔ ہمیں کوئی عجوبہ مذہب تو بتلانا نہیں"۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ ایک طرف تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ہی اسلام کا وجود قرار دیتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں۔ کہ ہم ان کو تبلیغ کے وقت بے ضرورت نہیں پیش کرتے ہمیں کوئی عجوبہ مذہب تو بتلانا نہیں۔ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک ہی اسلام ہے۔ تو تبلیغ اسلام کے وقت اس نام کو بے ضرورت کہنا اور عجوبہ بتلانا غلط ہے۔ اور اس مبارک نام کی توہین ہے۔ اگر دوسرا جملہ صحیح ہے۔ تو یہ کہنا غلط ہے۔ کہ اسلام کا وجود تو ذات بابرکات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ خواجہ صاحب کے نادان دوست نے خواجہ صاحب کو ایک جرم سے بری ثابت کرتے ہوئے خواجہ صاحب کے اور بھی دو جرموں کو ظاہر کر دیا۔ یعنی باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کو ہی اسلام سمجھنے کے خواجہ صاحب تبلیغ کے وقت آپ کے نام نامی کو بے ضرورت اور عجوبہ سمجھتے ہیں۔ واقعی خواجہ صاحب کی پوزیشن ہی ایسی ہے کہ "دو کھائیں کدھر کی چوٹ بچائیں کدھر کی چوٹ" ایک طرف تو احمدیوں کے اعتراض سے بچنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ ہم خصوصیت کے ساتھ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ولایت میں پیش نہیں کرتے ہیں۔ یعنی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیش نہ کرنے کا ہی جرم نہیں۔ بلکہ دوسرا جرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصیت کے ساتھ نہ پیش کرنے کا بھی کرتے ہیں۔ دوسری طرف غیر احمدیوں کے اعتراض سے بچنے کے لئے بقول سیٹھ صاحب خواجہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ "اسلام کا وجود تو ذات بابرکات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے" اب تیسرا

معترض آریہ گزٹ بھی کھڑا ہو گیا ہے۔ کیا یہی جواب اس کے لئے بھی کافی ہے۔ جس کی طرف پیغام صلح نے اس کو توجہ دلائی ہے۔ "سچ ہے؛ "چنبہ کجا کجا ہمہ ہمتن داغدار ہست"۔ شاید سیٹھ صاحب یہ کہیں کہ خواجہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم بے ضرورت نہیں پیش کرتے۔ بلکہ یہ عذر نامعقول ہے۔ جبکہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم کی ذات بابرکات ہی اسلام کا وجود ہے۔ تو پھر تبلیغ کے وقت اس کو بے ضرورت کہنا یا عجوبہ بتانا کیسی نادانی ہے اس کے علاوہ بے ضرورت کہنے کی خواجہ صاحب کو ضرورت ہی کیا پڑی۔ جبکہ حضرت مسیح موعود ؑ کو بے ضرورت پیش کرنے کا سوال ہی نہ تھا۔ خواجہ صاحب ایک دو دن لنڈن نہیں رہے۔ بلکہ سالہا سال رہے ہیں۔ کیا کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کبھی تو باضرورت ہی پیش کر کے دکھا دیتے۔ کیا کاسر صلیب کا وجود یورپ کے لئے بے ضرورت ہے۔ شرم۔

خواجہ صاحب ولایت میں پیشگوئیوں کو کیوں نہیں پیش کرتے۔ اس کے متعلق سیٹھ صاحب خواجہ صاحب کا قول حسب ذیل بتاتے ہیں:۔

"پیشگوئیاں وغیرہ پیش کرنا ایسے (یورپ کے) علماء و فضلاء کی مجلس میں جو ان کی نظر میں معمولی بات ہو۔ اس سے اسلام کی کیا عظمت۔ کیونکہ جس کو ہم اردو میں پیشگوئیاں کہتے ہیں۔ اس کو عربی میں نبوت اور انگریزی میں پروفیسی کہتے ہیں۔ اگر ہم پیش کریں۔ تو ان کو مان لینے میں کوئی عذر نہیں۔ جیسے مفتی صاحب کر رہے ہیں"

سیٹھ صاحب! آپ ہی بتائیں۔ کہ ہمارے لکھنے کی تائید خود آپ نے خواجہ صاحب کے قول سے کر دی یا نہیں اسی بنا پر تو ہم نے لکھا تھا کہ خواجہ صاحب کو حضرت اقدس کی پیشگوئیوں پر حقیقی ایمان نہیں یا اگر ایمان ہے۔ تو انبیاءؑ اور غیر انبیاء کی پیشگوئیوں میں جو فرق ہے۔ اس کا علم نہیں یا اگر علم رکھتے ہیں تو اس کے پیش کرنے کی جرأت نہیں کرتے یا یہ کہ لنڈن کے پیشگوئیاں کرنے والوں سے خواجہ صاحب اسقدر مرعوب ہو گئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو بھی پیش کرنے سے رُکتے ہیں پھر تعجب ہے۔ کہ حی و قیوم کی ہستی کو خواجہ صاحب کس طرح منواتے ہیں۔

یہ بات بالکل واضح ہو گئی۔ کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ یورپ کے علماء اور فضلاء کے سامنے پیش کی جائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اظہار علی الغیب کو ہی اسلام کی صداقت کا بہترین اور زندہ ثبوت سمجھتے ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ اس سے اسلام کی عظمت کو کیا نسبت ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود ؑ کے دعاوی کا خلاصہ نکالا جائے۔ تو یہی ہے کہ خدا نے اس زمانہ میں اسلام کی عظمت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے اظہار علی الغیب کی نعمت مجھے بخشی ہے۔ جس سے بمقابلہ دوسرے مذاہب اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اور ہمارا وجود ہی اس زمانہ میں اسلام کی صداقت اور عظمت کا بہترین ثبوت ہے۔ لیکن خواجہ صاحب اس کو یورپ کے علماء و فضلاء کے سامنے پیش کرنے سے کانپتے ہیں اور شرم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود ؑ تو فرماتے ہیں:۔

جس دیں کا صرف قصوں پہ سارا مدار ہے
وہ دیں نہیں ہے ایک فسانہ گذار ہے
ہے دیں وہی کہ صرف وہ اک قصہ گو نہیں
زندہ نشانوں سے ہے دکھاتا رہ یقیں

پھر فرماتے ہیں:۔

سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ
اس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے
سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی باد صبا یہی ہے
یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے
دیں کی میرے پیارو زریں قبا یہی ہے

لیکن خواجہ صاحب کہتے ہیں۔ یورپ کے علماء و فضلا کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں وغیرہ کو پیش کرنے سے اسلام کی عظمت کو کیا نسبت۔

سیٹھ صاحب آہ! میری ضمیر تو بقول آپ کے مر چکی ہے لیکن آپ کی زندہ ضمیر آپ کو ایسے کفران نعمت پر ٹھوکر نہیں دیتی۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کو اسلام کی صداقت و عظمت سے کچھ نسبت نہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کچھ لائے (جنکو آپ خود بھی مبشرات کہتے ہیں) وہ یورپ کے علماء اور فضلاء کی مجلس میں پیش کرنے کے لائق نہیں۔ اگر نہیں تو بتلاؤ پھر آپ لوگوں کا مجدد کیا لایا؟ سچ سچ کہو کیا آپ لوگوں کا مسیح موعود اس قابل بھی نہیں۔ کہ اس کے نام کو اس کے کارناموں کو اس کے مبشرات اور اس کے انداز کو دانایان فرنگ کی مجلس میں پیش کیا جا سکے۔ کیا آپ کے مجدد اور مسیح موعود کے الہامات اور مبشرات اور اس کی پیشگوئیاں صرف ہندوستان کے "بیوقوفوں" کے لئے ہیں۔ یورپ کے عقلاء و فضلاء کے لئے نہیں۔ اگر یہی بات ہے۔ تو سابق فرمانروائے دکن کو کیا سمجھ کر خواجہ صاحب نے صحیفہ آصفیہ پیش کیا تھا۔ پھر کیا سارے ہندوستانیوں کو بیوقوف اور جاہل سمجھ کر بنگالہ کی دلجوئی کی تھی۔

سیٹھ صاحب آپ کے زندہ ضمیر کی آپ کو قسم ہے۔ مجھے بتائیں کہ ایک ایسا شخص جسنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ اور جس کا دعوے بھی ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ ہماری پرورش ہوئی ہے۔ اور جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بڑے احسانات ہوں۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ اس کی برکت سے اس کی گونگی زبان کھل گئی ہو۔ اور اچھا اسپیکر ہو گیا ہو۔ وہ لنڈن جاتا ہے۔ اور بخیال خود اسلام کو پیش کرتا ہے۔ عیسائیوں اور دہریوں سے چار پانچ سال تک مباحثے کرتا ہے۔ صلیب پرستوں کے جھنڈ میں رہتا ہے لیکن اس کو اپنے آقا اپنے محسن اپنے مربی اپنے مجدد اپنے مسیح موعود کو پیش کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اور پھر مومنوں کی جماعت میں اگر یہی کہتا ہے۔ کہ ہم کاسر صلیب کے مُرید ہیں۔ کیا واقعی وہ سچا مُرید ہے؟ اور ہرگز نہیں۔

بلکہ اس کے سامنے یہ مسئلہ بھی پیش ہوتا ہے یعنی پوچھنے والا پوچھتا ہے۔ کہ اگر اسلام ایسا ہی زندہ مذہب ہے۔ جیسا کہ تم کہتے ہو۔ تو بتلاؤ۔ اس زمانہ میں وہ کون انسان ہے جس سے خدا کلام کرتا ہے۔ اور امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔ تو اس پر وہ پرانی قبروں کی طرف اشارہ کرتا ہے لیکن اس کلیم زمانہ کو نہیں پیش کرتا ہے۔ کیا واقعی وہ باغیرت احمدی ہے۔ اور نہیں کہ صحیفہ آصفیہ اور بنگال کی دلجوئی کا [illegible] انگلستان میں ہے۔ اور اس وقت ہے۔ جبکہ یورپ کی [illegible] اس کے آقا مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق اس کی صداقت کے اظہار کے لئے زور آور حملوں کے ساتھ ہلائی جاتی ہے۔ دیہات اور شہر اور مرغزار کانپ اٹھتے ہیں۔ سبزپوش پہاڑ جلکر سیاہ پوش ہو جاتے ہیں۔ مکانات اور قلعہ جات گرتے ہیں۔ کشتیوں کی کشتیاں غرق ہوتی ہیں۔ دریا کا صاف و شفاف پانی خون کی آمیزش سے شراب احمر ہو جاتا ہے۔ وحوش و طیور کے حواس خوف سے پران ہو جاتے ہیں۔ بڑی بڑی سلطنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہیں۔ زار کا حال زار ہوتا ہے۔ غرض کہ یورپ کی زمین وہ کچھ دیکھتی ہے۔ جو عاد و ثمود اور لوط کی قوم نے دیکھا تھا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر لیکن احمدیت کا مدعی یورپ میں رہ کر یہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ اس کے منہ میں چلتی ہوئی زبان اور اس کے ہاتھ میں رواں قلم ہے۔ لیکن اس کے منہ سے ایک لفظ اور اس کے قلم سے ایک جملہ بھی نہیں نکلتا۔ کہ یہ ہمارے محسن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ بلکہ اسلام کے زندہ خدا کی قاہرانہ تجلّی ہے۔ اسلام کو قبول کر کے بچائے جاؤ۔ تعجب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خدام یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متبع اپنے بادشاہ اور اپنی گورنمنٹ کی طرف سے سچی وفاداری کا ثبوت دینے کے لئے جب میدان جنگ میں جاتے ہیں۔ تو توپوں کی گرج اور آگ کی بارش میں بھی اپنے چپ و راست کو نہیں نہیں بلکہ اپنے افسروں کو بھی اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا حال اور اس کی بتائی ہوئی الہامی پیشگوئی کا پتہ دیدیتے ہیں۔ لیکن اول الذکر شخص وہ کنگ کی پر امن اور پر راحت زندگی میں رہ کر اور مخملی کوچ پر بیٹھ کر بھی وہاں کے علماء اور فضلاء کے سامنے مسیح موعود علیہ السلام کا نام لینے سے کانپتا ہے۔ اور پیشگوئیوں کو پیش کرنے سے شرماتا ہے۔ زندہ کانشنس والو! بتاؤ کیا یہی ضمیر کی زندگی کی دلیل ہے؟

بنگال کا وہ دکاندار جب امریکہ جاتا ہے۔ تو اپنے درویش صفت گرو پرم ہنس کو اور اس کی تعلیم کو وہاں کے علماء اور فضلاء کے سامنے پیش کرتا ہے۔ لیکن پنجاب کا وکیل جس کا دعویٰ ہے کہ ہمارے دماغ کی پرورش مسیح موعود کے زیر سایہ ہوئی ہے۔ جب ولایت جاتا ہے۔ تو اپنے مربی اپنے محسن کا نام لیتے ہوئے بھی جھینپتا ہے ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور افسوس اس محسن کشی کے الزام سے بچنے کے لئے جو دوسرا عذر تراشا گیا ہے وہ پہلے عذر سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں۔

"کیونکہ جس کو ہم اردو میں پیشگوئیاں کہتے ہیں اس کو عربی میں نبوت اور انگریزی میں پروفیسی کہتے ہیں۔ اگر ہم پیش کریں تو ان کو ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ جیسے مفتی صاحب کر رہے ہیں"

خواجہ صاحب کے نزدیک چونکہ پیشگوئی اور نبوت کو انگریزی میں پروفیسی کہتے ہیں۔ اور یہ عام اور معمولی بات ہے۔ اس لئے وہ اس کو نہیں پیش کرتے ہیں۔ اگر اس وجہ سے پیشگوئی کو نہیں پیش کرتے ہیں۔ کہ انگریزی میں اس کو پروفیسی کہتے ہیں یا یہ کہ یہ لفظ عام اور معمولی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ خواجہ صاحب خدا کو بھی یورپ میں نہیں پیش کرتے ہونگے۔ اور اگر پیش کرتے ہیں۔ تو اب نہیں پیش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ عربی میں جس کو اللہ کہتے ہیں۔ اور اردو یا فارسی میں جس کو خدا کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کو لارڈ کہتے ہیں اور چونکہ یہ لفظ عام ہے۔ بڑے بڑے لوگوں اور نوابوں کو بھی لارڈ کہتے ہیں۔ اس لئے خواجہ صاحب کو چاہیئے۔ کہ خدا کو بھی یورپ میں پیش نہ کریں۔ اور گاڈ تو ایسا نیچے درجہ کا لفظ ہے۔ کہ غیر ذی روح پر بھی بولا جاتا ہے۔ اس لئے خواجہ صاحب کو ہرگز نہ چاہیئے کہ یورپ کے علماء اور فضلاء کے سامنے خدا کو پیش کریں اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ رسول کو بھی یورپ میں نہیں پیش کرنا چاہیئے کیونکہ اردو میں جس کو پیغمبر کہتے ہیں۔ عربی میں اس کو رسول کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کو مسنجر کہتے ہیں۔ اور مسنجر لفظ عام ہے۔ انگریزی میں غیر رسولوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ اس لئے یورپ کے علماء اور فضلاء کے سامنے رسول کو بھی نہیں پیش کرنا چاہیئے۔ اور اسی طرح چونکہ اردو یا فارسی میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں۔ عربی میں اس کو ملک کہتے ہیں۔ اور انگریزی میں اس کو اینجل کہتے ہیں۔ اس لئے انگلینڈ میں تو قطعاً فرشتہ کا وجود پیش ہی نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ سارے انگلس (Angles) اینجلس (Angels) ہیں۔ اور ایک بہت بڑے شخص کی طرف سے ان کو اینجلس کا خطاب دیا گیا ہے۔

پس خواجہ صاحب کے قاعدے کے رو سے جس طرح پیشگوئی یا پروفیسی کو یورپ کے علماء اور فضلاء کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی قاعدہ کی رو سے خدا۔ رسول۔ فرشتے وغیرہ کو بھی پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر تو بہت آسان طریقے سے اسلام کی تبلیغ یورپ میں ہوگی ۔

ہمارے زندہ ضمیر شیخ صاحب! میں آپ کی احمدیت کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو ولایت میں پیش نہ کرنے کا مذکورہ بالا عذر معقول ہے۔ یا اس بات کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ کہ خواجہ صاحب کو مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر ایمان ہی نہیں ہے یا کوئی خوف ہے۔ جس کی وجہ سے پیش کرنے کی جرأت نہیں کرتے ہیں۔ جبھی تو خواجہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ "اگر ہم پیش کریں تو ان کو مان لینے میں کوئی عذر نہیں" جب (یورپ کے علماء و فضلاء) کو مان لینے میں کوئی عذر نہیں۔ پھر آپ کو پیش کرنے میں کیوں عذر ہوا۔ اور کیوں نہیں آپ نے پیش کیا۔ اس کا حقیقی جواب یہی ہے۔ کہ دانایان فرنگ کا رعب مانع نہیں ہے بلکہ خداوندان ہند کا خوف مانع ہے۔ جن کے ہاتھوں کی طرف ٹکٹکی لگی رہتی ہے ۔

سیٹھ صاحب آپ نے ایک اور بڑی غلطی کی ہے ۔ خواجہ جی کی تعریف کرتے ہوئے آپ نے خواجہ صاحب کی وہ بات بھی لکھ دی ۔ جو کہ خواجہ صاحب کی محتاط پالیسی کے لئے سخت مضر ہے ۔ آپ نے لکھا ہے " خواجہ صاحب نے فرمایا کہ قاضی (عبداللہ) صاحب میرے پاس آیا کرتے تھے اور تبلیغ کے متعلق مجھ سے مشورہ لیا کرتے تھے ۔ اور میں ایک مسلم مشنری کی حیثیت سے ان کو تبلیغ اسلام کے متعلق مشورہ دیا کرتا تھا "

یہ تو ظاہر ہے کہ قاضی صاحب نے جس کسی کو بھی مسلم بنایا ہے ۔ اس کا تعلق قادیان سے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے ہے ۔ قاضی صاحب نے کوئی بھی مسلم ایسا نہیں بنایا جس کا تعلق ووکنگ مشن سے ہو ۔ پس اگر قاضی صاحب کی کامیابی بھی خواجہ صاحب کی تعلیم و تلقین و مشورہ کا نتیجہ ہے ۔ تو اس کا لکھنا اور ظاہر کرنا خواجہ صاحب کی متقیانہ پالیسی کے خلاف ہے ۔ اور خواجہ صاحب کے لئے سخت مضر ہے ۔ کیونکہ اگر آریہ گزٹ کی طرح حیدر آباد اور بھوپال وغیرہ کے اخباروں تک یہ خبر پہونچ گئی ۔ تو معاہدہ ووکنگ کے خلاف آواز اٹھنے کا اندیشہ ہے ۔ خدا کرے کوئی خواجہ صاحب کے پرائیوٹ حیلے کو نہ پڑھے ۔ اور نہ دہلی کے فقیر کو اس کی خبر پہونچے کیونکہ اس نے پہلے ہی سے خواجہ صاحب کے متعلق بدگمانی کر کے یہ کہہ دیا ہے ۔ کہ یہ جنگ زرگری ہے سیٹھ صاحب آپ خواجہ صاحب کے اس قسم کے پرائیوٹ اقوال یا ٹیبل ٹاکنگ کو یہ سمجھا کریں کہ غیر مبائعین کو خوش کرنے کے لئے ہے اور بس ۔

سیٹھ صاحب! آپ نے میرے متعلق اس جملے کو بار بار دہرایا ہے کہ " آخر میاں صاحب کو اور ان کے مریدوں کو خوش کرنا ہے " اس کے لکھنے کی آپ کو کیوں ضرورت پڑی ۔ کیا بغیر اس کے آپ میری تردید نہیں کر سکتے تھے یا بغیر اس کے آپ کا مضمون نامکمل رہتا ۔ یا خوارج کی پارٹی میں سرخروئی حاصل کرنے کے لئے آپ نے یہ لکھا ہے یا آپ یہ چاہتے ہیں کہ باغیان خلافت اور سرکشان اطاعت و دشمنان اہل بیت کی طرح ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر کو ناراض کریں ۔ تب آپ کے دل کو ٹھنڈک پہونچے گی یا آپ نے یہ سمجھا ہے ۔ کہ حضرت میاں صاحب ایسے ہیں ۔ کہ جھوٹ اور سچ کی تمیز نہیں کر سکتے ہیں ۔ اگر آپ نے ایسا سمجھا ہے ۔ تو اس شخص کی ... جس کو کہ خدا نے محمود کہا ہے آپ نے توہین کی ۔ یا آپ نے یہ سمجھ کر لکھا ہے ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۔ کے خدام جھوٹی باتیں لکھ کر حضرت خلیفہ ثانی کو خوش کیا کرتے ہیں ۔ یہ بھی واقعات کے خلاف ہے ۔ آپ کے دن مولوی محمد علی صاحب کو بار بار اپنے ساتھیوں کی جھوٹی باتوں کی وجہ سے ندامت اٹھانی پڑتی ہے ۔ کیا مالابار کا تازہ واقعہ اور مرہم عیسیٰ صاحب کی گپ اور اسیر مولوی صاحب کی بے جا خوشی اور پھر شملہ کے غیر مبائعین کی تحریری گواہی کو آپ بھول گئے ۔ سیٹھ صاحب! کیا آپ چاہتے ہیں ۔ اور ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم بھی آپ کی طرح سے اصل کلام سے باہر ہو کر بلا وجہ اور بلا سبب دوسروں کو بھی سخت و سست لکھنا شروع کر دیں ۔ جیسا کہ آپ نے بلا وجہ مذکورہ بالا جملہ لکھا ہے ۔ اسی طرح بلا سبب الفضل ۔ فاروق الحکم ۔ تشحیذ وغیرہ کو کوسا ہے ۔ حالانکہ خواجہ صاحب کے مکالمہ کے متعلق ان لوگوں نے کچھ نہیں لکھا ہے جو کچھ لکھا ۔ میں نے لکھا اور سچ لکھا ہے ۔ اگر وہ جھوٹ ہے تو خواجہ صاحب سے حلفیہ انکار شائع کرائیں ۔

سیٹھ صاحب! میں اس محبت کی وجہ سے جو آپ کے لئے دل میں رکھتا ہوں ۔ آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ کو ایمان ہے ۔ اور آپ کی محبت آپ کے دل میں ہے ۔ تو غیروں کی وجہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے بگاڑ نہ کریں ۔ سنکھیا کی ڈلی میں اسقدر نقصان نہیں ۔ جسقدر کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ساتھ دل کے کسی گوشہ میں بھی عداوت رکھنے میں نقصان ہے ۔ اول الذکر سے صرف جسم کا نقصان ہے ۔ لیکن آخر الذکر سے اس ایمان کی تباہی ہے ۔ جو کہ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق حاصل ہے ۔ مسیح موعود اگر سورج ہے تو یہ اس کی روشنی ہے ۔ مسیح موعود اگر قمر ہے ۔ تو یہ اس کا نور ہے ۔ مسیح موعود اگر روحانی بارش ہے ۔ تو یہ اس کی قوت نامیہ ہے ۔ اگر وہ کلام ہے ۔ تو یہ اس کا معنی ہے ۔ پس اگر سورج کو اس کی ضیاء سے اور قمر کو اس کے نور سے ۔ آسمانی پانی کو اس کی قوت نامیہ سے ۔ کلام کو اس کے معنے سے الگ کر سکتے ہیں تو کر دکھائیں ورنہ حضرت محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ کی دشمنی سے باز آئیں ۔ مجھے جو کچھ چاہیں آپ کہہ لیں لیکن حضرت مسیح موعود کی دعا اور اس کے زندہ و ناطق نتیجہ کی توہین نہ کریں ۔ بلکہ جو توہین کرنیوالا ہے ۔ اس سے بیزاری ظاہر کریں ۔ کیا اس سے آپ کا دل خوش نہیں ہوتا ۔ اور کیوں نہیں ۔ آپ خوشی سے اچھلئے ۔ کہ خدا نے آپ کے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی دعاؤں اور اس کے الہاموں کی بنا پر ایسا پاکیزہ لڑکا دیا ۔ جو کہ حسن و احسان میں رفتار و گفتار میں تحریر و تقریر میں اس کی یادگار و نظیر ہے ۔ اس کے قائم کردہ سلسلہ کی اشاعت میں ہمہ تن کوشاں ہے ۔ ؂

بہ بیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

اللہ تعالےٰ آپ کو دوست و دشمن میں امتیاز کرنے کی توفیق بخشے ۔ والسلام ۔ خاکسار حکیم خلیل احمد

احمدیہ ایسوسی ایشن ۔ اسمیتی بلڈنگ ۔ ۸ ۔ بمبئی

نہایت ضروری اعلان

ایہا الاحباب ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ صدر انجمن احمدیہ نے رفاہ عام کے لئے دار العلوم کی پُرفضا زمین میں ایک ہسپتال بڑے پیمانہ پر تعمیر کیا ہے جو اپریل ۱۹۱۷ء سے جاری ہو گیا ہے ۔ اس ہسپتال میں ہر مذہب و ملت کے حاجتمند مریضوں کا مفت علاج ہوتا ہے ۔ دن بدن مریض اس ہسپتال میں بڑھتے جاتے ہیں اس ہسپتال میں دو ڈاکٹر دو کمپونڈر ایک اپرنٹس اور چار ادنیٰ ملازمین کام کرتے ہیں جن پر سالانہ خرچ دو ہزار سات سو آٹھ روپیہ ہوتا ہے ۔ ادویات اور اوزار اور سامان کا خرچ اس کے علاوہ ہے ۔ جس کا اندازہ دو ہزار روپیہ سالانہ سمجھنا چاہیئے ۔ غریب مریضوں کو جو ہسپتال کے اندر ٹھہرتے ہیں ۔ کھانا بھی مفت ملتا

ہے۔ جس کے لئے انجمن نے چارسو روپیہ اس سال کے لئے منظور کیا ہے۔ باقی متفرق اخراجات بھی چارسو روپیہ کے قریب ہیں۔ اس طرح پر اس سال اس ہسپتال پر انجمن پانچہزار روپیہ خرچ کریگی۔ یہ تو خرچ ہے۔ اب یہ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اس خرچ کے لئے آمد کہاں سے ہوگی۔ سو اس کے متعلق انجمن نے آمد کا بجٹ بھی تیار کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کچھ تو ہمیں ادویہ کی قیمت جو متمول لوگوں سے لی جاویگی۔ وصول ہوگی اور کچھ آسودہ آدمیوں کے اپریشن کی فیسوں کی آمد ہوگی اور کچھ امداد ہمیں انشاء اللہ گورنمنٹ دیگی۔ اس کے علاوہ انجمن نے مندرجہ ذیل دو مدیں آمد کی اور تجویز کی ہیں۔ جن کے متعلق میں خصوصیت سے یہ اعلان تحریر کرتا ہوں (۱) ایک مد تو ڈاکٹروں اور اطباء یونانی اور تمام ان لوگوں کے متعلق ہے۔ جو علم الابدان سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہوا ہے۔ کہ اس ہسپتال کی امداد کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ان احباب کو جو علم طب کے کسی نہ کسی شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تحریک کی جاوے۔ کہ وہ خصوصیت سے اس ہسپتال کی امداد کریں۔ اور اس امداد کی دو صورتیں تجویز کی تھیں۔ (۱) ایک صورت تو یہ کہ انہیں ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو جو آمد ہوا کرے۔ وہ اس ہسپتال کی امداد کے لئے بھیجدیا کریں (۲) دوسری صورت یہ ہے۔ کہ کوئی معین رقم اپنی حیثیت کے مطابق تجویز کر کے ہرماہ ارسال فرمایا کریں۔ آمد کی اس مد کے متعلق ہمارے سلسلہ کے اطباء اور ڈاکٹروں نے پوری توجہ نہیں کی۔ گو یہ بھی صحیح ہے۔ کہ انہیں پوری پوری تحریک بھی نہیں کی گئی۔ جیسے ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ جن احباب کو تحریک کی تھی۔ انہیں سے مندرجہ ذیل احباب نے امداد کا وعدہ کیا۔ اور امداد شروع بھی کردی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

نام وعدہ کنندہ	صورت امداد
۱۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن پانی پت۔	معین رقم
۲۔ ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ رعیہ	"
۳۔ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اسسٹنٹ سرجن امرتسر	معین رقم
۴۔ ڈاکٹر مصاحب خانصاحب " " گوڑگانوں	"
۵۔ ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب ڈیپٹری اسسٹنٹ حصار	"
۶۔ شیخ نیاز محمد صاحب کمپونڈر۔ پاکپٹن	"
۷۔ غلام احمد صاحب دار ڈریسر۔ منٹگمری	"
۸۔ مولوی عمر الدین صاحب طبیب سرت ضلع جالندھر	"
۹۔ حکیم عبد الجلیل صاحب۔ طبیب لاہور	"
۱۰۔ حکیم محمد صالح صاحب طبیب۔ سانگلہ	ہرماہ کی پہلی تاریخ کی آمد

احباب خیال فرماسکتے ہیں کہ وہ جماعت جس میں یقیناً ایک ہزار کے قریب ایسے آدمی ہونگے۔ جو علم طب کے کسی نہ کسی شعبہ سے تعلق رکھتے ہونگے۔ لیکن یہ غفلت کہ صرف دس آدمی اس تحریک پر لبیک کہتے ہیں۔ متعلقین علم الابدان کا تو فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے اس صیغہ کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ یہ تو ان کے دلچسپ فن کا صیغہ ہے۔ پس میں اس اعلان کے ذریعہ تمام ان احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ جو ڈاکٹر۔ طبیب ہومیوپیتھی۔ کمپونڈر۔ ڈریسر۔ اپرنٹس۔ جراح یا عطار ہیں۔ کہ وہ اس ہسپتال کی طرف توجہ فرماویں اور بلاتوقف ایک کارڈ میرے نام ارسال فرماویں کہ ہم امداد کی دو صورتوں میں سے فلاں صورت سے امداد کرینگے۔ یعنی یا تو ہرماہ کی پہلی تاریخ کی آمد دینگے یا اس قدر معین رقم ہرماہ بھیجدیا کرینگے۔ میری رائے میں بجائے پہلی تاریخ کی آمد کے ایک معین رقم اپنی حیثیت کے مطابق مقرر کرنا زیادہ موزوں ہے۔ اس سے ہم اپنی آمد کا اندازہ بخوبی کرسکیں گے۔ میں منتظر ہوں۔ کہ اس تحریک کے بعد تمام ایسے احباب دفتر نور ہاسپٹل میں ایک ایک کارڈ ضرور ارسال فرماوینگے۔ اور امداد کی ایک معین رقم سے مطلع فرماوینگے امداد کی رقم جب بھیجی جاوے۔ ہمیشہ دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھیجی جاوے۔ ہمیں صرف اطلاعی کارڈ پہلی دفعہ بھیجدینا چاہیئے۔ کہ ہم نے اسقدر رقم ہرماہ دینے کا ارادہ کیا ہے۔ میں مکرر التماس کرتا ہوں کہ تمام وہ احمدی جن کو علم طب سے تعلق ہے۔ وہ ضرور اس طرف توجہ کریں۔

(۲) دوسری مد جو آمد بڑھانے کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے تجویز کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اطباء کے علاوہ جماعت کے اور احباب کو تحریک کی جاوے۔ کہ وہ اس ہسپتال کی امداد کریں۔ اور علاوہ اس چندہ کے جو وہ ہمیشہ سے سلسلہ کی اور مدوں میں دیتے ہیں۔ خصوصیت سے ہسپتال کے لئے بھی کچھ مرحمت فرماویں۔ مگر اس کا اثر اور چندوں پر نہ پڑے۔ ہسپتال میں غریب دکھیارے مریضوں کے لئے چارپایوں۔ کمبلوں۔ چادروں۔ گدیلوں تکیوں۔ دریوں۔ برتنوں وغیرہ وغیرہ مختلف ضروری اشیاء کی سخت ضرورت ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ ان چیزوں کی خرید کے لئے روپیہ بھیجیں۔ پس میں تمام احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے اس ارشاد کی تعمیل فرماویں۔ اور نادار مریضوں کی خدمت کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ احباب نے جو کچھ بھیجنا ہو۔ وہ دفتر محاسب میں ارسال فرماویں۔ علاوہ نقد امداد کے اگر پرانے کپڑے ارسال فرماویں تو یہ بھی امداد کا ایک ذریعہ ہے۔ سردیاں شروع ہیں ٹھٹھرتے ہوئے مریض آپ کے کپڑے پہن کر اور گرم ہو کر ہزاروں دعائیں دینگے۔ جن کے نتیجہ میں معلوم نہیں خدا تعالےٰ کیا کیا عطا فرماوے۔ غرض ہر ممکن طریق سے اس ہسپتال کی امداد کرنی چاہیئے۔ یہ ہسپتال تبلیغ کا بھی ذریعہ ہے۔ گرد و پیش دور و نزدیک کے ہر مذہب و ملت کے لوگ اپنے دکھوں کا علاج کرا کر اور یہاں عملہ کی شفقت دیکھ کر اور یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ محض خدا کے لئے مخلوق خدا سے ہمدردی کرتے ہیں ضرور ہمارے سلسلہ کی طرف مائل ہونگے۔ اور یوں بھی ہسپتال میں وعظ و تدریس کا انتظام کیا گیا ہے اللہ تعالےٰ تمام احباب کو سلسلہ کے ہر کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرماوے۔

والسلام

سید محمد اسحٰق

افسر نور ہاسپٹل قادیان

فہرست نو مبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۹ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیئے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی۔ پھر بعض دفعہ بیعت کرنیوالوں کے نام مہتمم ڈاک کی فہرست سے بھی کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ انکو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہی کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بقیہ ماہ اگست ۱۹۱۹ء

نام	مقام
۱۲۵۴۔ غلام یزدانی صاحب	پہلی بیعت
۱۲۵۵۔ جمال الدین صاحب	ضلع لائل پور
۱۲۵۶۔ مرزا حمید بیگ صاحب	پٹیالہ
۱۲۵۷۔ محمد اسمٰعیل صاحب	لاہور
۱۲۵۸۔ میاں حضورا صاحب	″
۱۲۵۹۔ عایشہ بی بی	علاقہ پٹیالہ
۱۲۶۰۔ رستم علی صاحب	″
۱۲۶۱۔ دادی صاحبہ فرزند علی شاہ صاحب	″
۱۲۶۲۔ عبداللہ صاحب	پابنا بنگال
۱۲۶۳۔ روجان	لودھیانہ
۱۲۶۴۔ عبداللطیف صاحب	ہزارہ
۱۲۶۵۔ پناہ بی بی	ضلع سیالکوٹ
۱۲۶۶۔ محمد اسحٰق صاحب	بلوچستان
۱۲۶۷۔ محمد سربلند خان صاحب	ضلع لاہور
۱۲۶۸۔ اہلیہ علی اکبر صاحب	″ سیالکوٹ
۱۲۶۹۔ چودھری کھیڑا صاحب	″ منٹگمری
۱۲۷۰۔ مرزا اجمل بیگ صاحب	جھانسی
۱۲۷۱۔ رسول بخش صاحب	″ منٹگمری
۱۲۷۲۔ اللہ رکھی	″ گوجرانوالہ
۱۲۷۳۔ کرم بی بی	″ ″
۱۲۷۴۔ مصطفےٰ حسین صاحب	جنوبی ارکاٹ مدراس
۱۲۷۵۔ محمد صاحب	سندھ
۱۲۷۶۔ سید مدثر حسین صاحب	مرشد آباد
۱۲۷۷۔ شیخ محمد مختار صاحب	″
۱۲۷۸۔ محمد عبدالحمید صاحب	″
۱۲۷۹۔ صفی الرحمان صاحب	″
۱۲۸۰۔ شیخ غلام محمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۸۱۔ مساۃ بڈھی	″ ″
۱۲۸۲۔ تاجہ خان صاحب	″ گجرات
۱۲۸۳۔ محمد بخش صاحب	لاہور
۱۲۸۴۔ مرزا بشیر احمد بیگ صاحب	ضلع لاہور
۱۲۸۵۔ پی عبدالقادر صاحب	مالابار
۱۲۸۶۔ غلام محمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۸۷۔ جیئن صاحبہ	خیرپور میر سندھ
۱۲۸۸۔ بی بی سوتی	″ ″
۱۲۸۹۔ جمعہ صاحب	″ ″
۱۲۹۰۔ صالح محمد صاحب	ضلع شاہ پور
۱۲۹۱۔ میر امام الدین صاحب	ٹبرہ
۱۲۹۲۔ آتش علی صاحب	میمن سنگھ
۱۲۹۳۔ سید علی صاحب	″ ″
۱۲۹۴۔ مرزا علی صاحب	بیر بیکلس بنگال
۱۲۹۵۔ عباس صاحب	نڈی بنگال
۱۲۹۶۔ وزیر صاحب	بنگال
۱۲۹۷۔ محمد اسمٰعیل صاحب	میمن سنگھ
۱۲۹۸۔ خواجہ جمال الدین صاحب	ضلع لائل پور
۱۲۹۹۔ محمد رمضان ولد خواجہ جمال الدین صاحب	″ ″ ″
۱۳۰۰۔ رمضان بی بی دختر ″	″ ″ ″
۱۳۰۱۔ حسین بی بی ″ ″	″ ″ ″
۱۳۰۲۔ شیخ حضور الدین ولد ″	″ ″ ″
۱۳۰۳۔ رحمت علی صاحب	″ ″
۱۳۰۴۔ عزیز بی بی ولد رحمت علی صاحب	″ ″
۱۳۰۵۔ کریم بخش ولد محکم الدین صاحب	″ ″
۱۳۰۶۔ اروڑا ولد چودہری اکبر صاحب	″ ″
۱۳۰۷۔ چودہری مولا بخش ولد چودہری اکبر صاحب	″ ″ ″
۱۳۰۸۔ اللہ بخش ولد چودہری اکبر صاحب	ضلع لائل پور
۱۳۰۹۔ محمد علی صاحب	″ ″
۱۳۱۰۔ کریم بی بی دختر چودہری اروڑا صاحب	″ ″
۱۳۱۱۔ حشمت بی بی ″ ″	″ ″ ″
۱۳۱۲۔ ہوتہ بی بی ″ ″	″ ″ ″
۱۳۱۳۔ عایشہ بی بی ″ ″	″ ″ ″
۱۳۱۴۔ اہلیہ چودہری مولا بخش صاحب	″ ″
۱۳۱۵۔ اہلیہ چودہری اللہ بخش صاحب	″ ″
۱۳۱۶۔ اہلیہ چودہری اروڑا صاحب	″ ″
۱۳۱۷۔ قائم الدین ولد چودہری مولا بخش صاحب	″ ″
۱۳۱۸۔ حیدر علی ولد چودہری مولا بخش صاحب	″ ″
۱۳۱۹۔ رسول محمد ″ ″	″ ″ ″
۱۳۲۰۔ سائرہ بی بی دختر ″	″ ″ ″
۱۳۲۱۔ عالم خاں ولد ″	″ ″ ″
۱۳۲۲۔ چودہری گوہر علی صاحب	″ ″
۱۳۲۳۔ غلام رسول ولد گوہر علی صاحب	″ ″
۱۳۲۴۔ غلام نبی ″ ″	″ ″ ″
۱۳۲۵۔ زینب دختر ″ ″	″ ″ ″
۱۳۲۶۔ اہلیہ چودہری گوہر علی صاحب	″ ″ ″

ماہ ستمبر ۱۹۱۹ء

نام	مقام
۱۳۲۷۔ لال الدین صاحب	ضلع امرتسر
۱۳۲۸۔ الٰہی بخش صاحب	لودھیانہ
۱۳۲۹۔ خان محمد صاحب	سیالکوٹ
۱۳۳۰۔ عبدالحق صاحب	ملتان
۱۳۳۱۔ بہادر خان صاحب مدرس	ضلع شاہ پور
۱۳۳۲۔ رحمت بی بی	″ جالندھر
۱۳۳۳۔ تاجر	″ گوجرات
۱۳۳۴۔ بابو راجپوت	″ جالندھر
۱۳۳۵۔ عبدالحمید صاحب	بھاگلپور
۱۳۳۶۔ محمد سمیع صاحب	″
۱۳۳۷۔ والدہ کریم بخش صاحب	نوشہرہ
۱۳۳۸۔ محمد صدیق صاحب سب اورسیر	پشاور

(باقی آیندہ انشاء اللہ العزیز)

ممالکِ غیر کی خبریں

ریلوے ہڑتال کا خاتمہ ۔ رائٹر نے ۵- اکتوبر کو ۹ بج کر ۵ منٹ پر خبر دی ہے ۔ کہ ریلوے ہڑتال کا خاتمہ ہو گیا ہے ؎

(۳- اکتوبر - لنڈن) باہم کشمکش کے بعد آخرات وار کی سہ پہر کو ریلوے سٹرائک ختم ہو گئی - وزیر اعظم نے بالمقابل فریق کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ اگر سات دن کے اندر ریلوے کاریگر اپنے کام پر واپس آجائیں - تو گورنمنٹ

(الف) تنخواہوں کے متعلق غور و بحث کرنے کے لئے تیار ہے -

(ب) اگر گورنمنٹ کا مقرر کردہ معیار درست نہ ہو - تو گورنمنٹ اس کی نوعیت پر غور کر سکتی ہے -

(ج) اگر اس باہمی راضی نامہ کی کوئی صورت نہ نکلی تو گورنمنٹ امور متنازعہ کو فریق ثالث کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہے ؎

ریلوے مزدوروں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا - تو وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا کہ گورنمنٹ اس معاملہ کو ثالثی فریق کے سپرد کرنے پر رضامند ہے - جسے مسٹر طامس نے منظور کر لیا - صلح کرانے والے ۱۴ ممبروں نے وزیر اعظم سے بات چیت کی - ریلوے کاریگروں نے ہڑتال کا خاتمہ کر دیا - اور مفصلہ ذیل شرائط کو منظور کیا :-

(۱) کام فوراً شروع کیا جائے -

(۲) ہڑتال کے کامل خاتمہ پر سلسلہ گفت و شنید جاری ہو اور ۳۱ دسمبر تک ختم ہو جائے -

(۳) موجودہ تنخواہوں کا معیار ۳۰ ستمبر ۱۹۲۰ء تک رہیگا اور یکم اگست ۱۹۲۰ء تک واقعات حاضرہ کی روشنی میں اس معیار پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے -

(۴) برطانیہ عظمیٰ کے ہر ریلوے ملازم کی تنخواہ میں قبل از جنگ تنخواہ کے مقابلہ میں کم از کم ۱۰۰ فیصدی اضافہ ہو گا

(۵) ریلوے ملازموں کا فرض ہو گا کہ وہ ان مزدوروں کے ساتھ شرکت عمل سے کام کریں - جنھوں نے ہڑتال میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا - ہڑتال کی وجہ سے کسی شخص کو کوئی نقصان نہیں پہونچیگا ؎

(۶) کام شروع پر بقایا تنخواہ ادا کر دیجائیگی ؎

مسٹر ولسن کی علالت (واشنگٹن ۳- اکتوبر)

پریزیڈنٹ ولسن کے علاج معالجہ میں مشورہ دینے کے لئے نظام عصبی کے ایک ماہر کو بلوایا گیا ہے - گذشتہ شب کی خبر سے ظاہر ہوتا ہے - کہ مسٹر ولسن سخت علیل ہیں

امریکہ میں فسادات (نیویارک ۲- اکتوبر) ہلینیا واقع آرکنساس کا ایک پیغام مظہر ہے کہ وہاں ایک ریلوے ایجنٹ کے قاتل کی تلاش کرنے پر فساد ہوا جس میں تین امریکن اور ۷ حبشی مارے گئے - اور کئی امریکن اور حبشی زخمی ہوئے - مزید فسادات کو روکنے کے لئے حکام نے سپاہ منگوا بھیجی ہے ؎

محاذ روس (لنڈن ۲- اکتوبر) جنوبی روس میں اس ہفتہ کا قابل ذکر واقعہ یہ ہے - کہ جنرل ڈینکن کرسک کے پرے تک بڑھ آیا ہے - اور ماسکو سے فقط ۲۴۰ میل کے فاصلہ پر ہے - جہاں کہا جاتا ہے - کہ حملوں کی خطرات کی وجہ سے مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے - ایڈمیرل کالچک بھی پیشقدمی کر رہا ہے - اور بالشویکوں نے ٹوبولسک کو خالی کر دیا ہے ؎

ہسپانیہ میں خوفناک طغیانی ہسپانیہ میں نہایت خوفناک طغیانی آئی - بعض شہروں کو پانی نے بالکل تباہ کر دیا ہے - سوار پولیس نے گھوڑے تیرا کر بعض مکانات کے ساکنین کی جانیں بچائیں - قبروں کے مردے کھُد کر پانی کی سطح پر تیر رہے تھے - ژالہ باری سے مکانات کی چھتیں چھد گئیں - سڑکوں کے درخت طوفان میں اکھڑ کر بہ گئے - اور ریلوے بھی بہ گئی کارٹاجینا پانی اور روشنی کے نلکے ٹوٹ گئے - قطرہ پانی پینے کو نہیں ؎

عربوں کی شرائط - لنڈن ۲- اکتوبر) ۲۷ ستمبر کا ایک تار اس خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ یمن کی گرفتار شدہ برطانی سفارت بخیر و عافیت ہے - نیز اب عرب بطور شرط ابات کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ برطانی حدیدہ کو خالی کر دیں ؎

ترکی وزارت کا استعفیٰ - قسطنطنیہ ۵- اکتوبر - داماد فرید پاشا کی وزارت نے استعفیٰ دیدیا ہے ؎

ہندوستان کی خبریں

درخواست رحم نامنظور - معلوم ہوا ہے کہ لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ نے مقدمہ کرتارپور کے دو ملزموں ڈاکٹر پورن پرشاد اور مہنت برہم داس کی درخواستہائے رحم نامنظور کر دی ہے - ان دونوں کو سہارنپور کی عدالت خاص سے پھانسی کی سزا کا حکم سنایا گیا تھا ؎

مارشل لا کے قیدی - مارشل لا کی خلاف ورزی میں ۲۹- آدمیوں کو سرسری عدالتوں سے جو سزائیں دی گئی تھیں - انہیں ہز اکسلنسی وائسرائے نے عام معافی دیدی ہے - اور ان کی رہائی کے احکام جاری کر دئے گئے -

نواب کا خطاب - ہز اکسلنسی وائسرائے نے خان بہادر حافظ سیف اللہ خان سابق برٹش ایجنٹ کابل کو نواب کا ذاتی خطاب عطا کیا ہے ؎

مارشل لا کی عدالتوں کے فیصلوں پر نظر ثانی - یہ خیال کیا گیا ہے - کہ لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس چیوس اور مسٹر جسٹس عبدالرؤف پنجاب میں مارشل لا کی عدالتوں کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے کی غرض سے خاص خدمت پر متعین کئے گئے ہیں ؎

رائے بہادر پنڈت ہری کشن کول سی - آئی - ای لفٹننٹ کرنل بارٹن کے ریٹائر ہونے پر ۱۳ تاریخ سے پنڈت ہری کشن کول جہلم کے ڈپٹی کمشنر مقرر کئے گئے - اور اس کے ساتھ جرائم پیشہ فرقوں کے انچارج کئے گئے ہیں تاوقتیکہ اس کے لئے کوئی علیحدہ افسر مقرر نہ ہو ؎

پنجاب کی تحقیقاتی کمیٹی - جہاز ڈفرن کی روانگی میں تاخیر ہونے کی وجہ سے جس میں لارڈ ہنٹر آئینگے - خیال کیا جاتا ہے - کہ فسادات پنجاب کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی نومبر سے پہلے کام شروع نہ کریگی ؎

صنعت شکر سازی - گورنمنٹ ہند نے صنعت شکر سازی کے مسئلہ کی تحقیقات کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی کی ہے تاکہ وہ مشورہ دے کہ آیا شکر سازی کو ترقی دینے کے لئے کوئی معین اور مساوی پالیسی قرار دی جا سکتی ہے ؎

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)